بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فلسفہ شہادت

ازقلم۔مولانا مصلح الدین قادری، سنبھلی

اللہ جل شانہ کے نزدیک شہادت بلندترین اعزاز ہے اور ہونا بھی چاہئے اس لئے کہ نعمت کسی چال سے حاصل نہیں کی جاتی ہے۔دنیاوی دولت سے نہیں خریدی جاتی ہے۔بلکہ خدا کے فضل سے حاصل کی جاتی ہے،موت کے گرجتے طوفان سے ٹکرا کر حاصل کی جاتی ہے۔جنگ کے لپکتے شعلوں میں کود کر حاصل کی جاتی ہے۔دھاڑتی ہوئی توپوں کے دہانوں میں داخل ہو کر حاصل کی جاتی ہے اور جو شئے اس قدر روزنی قیمت دے کر حاصل کی جائے اسے لازماً قیمتی بھی ہونی چاہیئے۔

آفتاب نبوت مہتاب رسالت محمد رسول اللہ (ﷺ) کا فرمان عالی شان ہے میری آرزو ہے کہ خدا کی راہ میں لڑتے لڑتے شہید ہو جاؤں پھر شہید ہو جاؤں پھر زندگی ملے پھر شہید ہو جاؤں پھر زندگی ملے پھر شہید ہو جاؤں۔تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ خود نفس نفیس،ہمارے آقا کونین کے تاجدار نے خود غزوہ کئے اور کم وبیش ۲۳ جنگی سرگرمیوں میں صحابہ کرام کی مقدس جماعت کے ساتھ شرکت فرمائی اور علم اسلام اپنے مقدس ہاتھوں میں لے کر قیادت فرمائی اور اسلامی جذبات میں چار چاند لگائے،فضلِ الٰہی کہیئے کہ فتح وکامرانی نے جھک کر آپ کو سلام عرض کیا اور فرشتے مژدہ جانفزا سناتے رہے۔غزوہ کا میدان ہو یا سریہ،بدر کا معرکہ ہو یا احد کی جنگ،حنین ہو یا کربلا کا میدان ہو ہر ایک کا مقصد صرف اور صرف ایک ہے کہ مخلوق اپنے خالق حقیقی کو پہچان لے اور دنیا محبوب اعظم کی مطیع وفرمانبردار ہو جائے۔

آپ قرآن مجید فرقانِ حمید سے ایک سوال کیجئے،اے آسمانی مقدس کتاب،اے حکمت کے لازوال موتیوں سے بھرپور کتاب تو نے ایسا حکم کیوں دیا جس میں بظاہر تکلیف اور اذیت ہے خسارہ اور اتلاف جان ومال ہے تو جواب ملے گا محض اور محض اس لئے کہ جو شئے سب سے زیادہ محبوب اور مرغوب ہے وہ ہے ایمان اس کو مسمار کرنے کے لئے ناپاک کوشش کی جارہی تھی اسلام کے بارونق اصول کو مٹانے کے لئے بے جا یلغار ہو رہی تھی،حلال وحرام کی تمیز مٹائی جارہی تھی،اسلام اور اسلام کے علمبردار کو ستایا جارہا تھا۔بنائے اسلام کی ادھیڑبن کے لئے مہلک ہتھیار استعمال کئے جارہے تھے،کفر وطغیان کی سرکشی حد سے تجاوز کر رہی تھی اور شعائر اسلام میں غلاظت کی ایسی آمیزش کی جارہی تھی کہ

آئندہ نسل اسے دیکھ کر تف کرتی اور اسلام کا رخ تاباں پژمردہ ہو کر رہ جاتا ایسی صورت میں اسلام کا تحفظ ضروری تھا۔ چنانچہ وفا شعاروں نے جرأت اور شجاعت کا بے مثال مظاہرہ فرمایا، صبح قیامت تک تاریخ انہیں فراموش نہیں کر سکتی اور ان کے بے لوث کارناموں سے تاریخ ہمیشہ جگمگاتی رہے گی۔ آپ قربان جایئے ان ایثار و سرفروشی کے پیکر پر جنہوں نے بھوک کو بھوک نہیں سمجھا، پیاس کو پیاس نہیں سمجھا، یورپ کے کلیساؤں میں جن کی صدا بلند ہوئی، افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں توحید و رسالت کی صدا کو بلند کیا، بحر ظلمات میں گھوڑے دوڑائے اور موجوں کا سینہ چیر کر آگے بڑھے۔

ٹل نہ سکتے تھے اگر جنگ میں اڑ جاتے تھے　　پاؤں شیروں کے بھی میداں سے اکھڑ جاتے تھے
دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے　　بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

الغرض معرکہ بدر سے کربلا کے میدان کارزار تک دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ ان پاکبازوں نے اسلام کو کفر و شرک کے گھٹا ٹوپ اندھیرے سے نور کے اجالے میں لا کر کھڑا کیا۔ یہی وجہ ہے کہ کفر کی بدلی چھٹی، دشمنان اسلام کی ذلت ہوئی، حق و صداقت کی چمکتی ہوئی تلواروں نے بہت سوں کو جہنم رسید کیا۔

نقش توحید کا ہر دل پہ بٹھایا ہم نے　　زیر خنجر بھی یہ پیغام سنایا ہم نے

چونکہ مسلمان اللہ کا سپاہی ہے جس کا کام جان و مال کو راہ الٰہی میں قربان کرنا ہے۔ لیکن یہ کوئی آسان کام نہیں ہے، دل کے ٹکڑوں کو آنکھوں کے سامنے کٹوا دینا اور اف تک نہ کرنا، گھربار کو چھوڑ کر وادی غربت میں خانہ بدوش پھرنا اور حرف شکایت زبان پر نہ لانا معمولی بات نہیں ہے، دولت کو ملت پر نثار کر دینا کوئی مذاق نہیں ہے، سینے پر بھالا کھانا اور چٹانوں سے کود کر پاش پاش ہو جانا کوئی کھیل نہیں ہے اور خنجر کو یہ کہتے چوم لینا:

مر کے کٹ جانے کا مجھ کو غم نہیں
خم نہ آجائے تری تلوار میں

آسان نہیں ہے۔

مسلمانوں کو منزل مہ و پروین سے بہت آگے ہے لہذا مسلمان اس منزل تک پہونچنے کے لئے کبھی طوفان بن کر ابھرتا

ہے کبھی بجلی بن کر لپکتا ہے اور کبھی علم کے پر لگا کر پرواز کرتا ہے اور کبھی جان دے کر درِ جاناں تک پہنچ جاتا ہے۔

میں کہاں رکتا ہوں عرش و فرش کی آواز سے

مجھ کو جانا ہے بہت اونچا حدِ پرواز سے

کربلا کی تاریخ پڑھیئے تو معلوم ہوگا کہ سبطِ رسول فرزند بتول اپنے ہر عمل سے اسلام کی حقانیت کا اعلان فرمار ہے تھے اور نانا جان کی شریعت کو مسخ ہونے سے بچا رہے تھے اگر امام عالی مقام نے عدیم النظیر قربانی نہ دی ہوتی تو باطل کا بڑھتا ہوا اندھیرا اسلام کے صحیح اصولوں کو اپنے دامن میں چھپالیتا، بانی اسلام کا نواسہ حسین اپنے کردار کی بنیاد پر یہ بتا رہا تھا کہ فوجوں کی طاقت اصول کو شکست نہیں دے سکتی اسلحے کی کثرت صداقت کا سرنگوں نہیں کر سکتی۔ اس لئے کہ سچائی خود ایک طاقت ہے نیزوں کی بوچھاڑ خدا کی عبادت سے روک نہیں سکتی فتح حق کی ہوتی ہے باطل کی نہیں۔

"جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا" کے تحت امام حسین نے اپنے زمانہ کی سب سے بڑی طاقت کے سامنے اعلاء کلمۃ الحق بلند کیا تھا جس کی حدود حکومت عرب سے لے کر ایران تک اور شام سے لے کر عراق تک پھیلی ہوئی تھی، جو فاسق و فاجر تھا لہو لعب کا شیدائی تھا، جس نے اسلامی جمہورت کا گلہ صرف اس لئے گھونٹ دیا تھا کہ امام حسین اسکی راہ اقتدار میں سنگ گراں کی طرح حائل نہ ہو جائیں، حق کے پرستار باطل کے خلاف ہمیشہ صف آراء رہیں اور یزید یہی خطرہ محسوس کر رہا تھا چنانچہ سیدنا امام حسین سے بیعت کا سوال کر بیٹھا۔

لیکن امام حسین نے اس گہوارہ میں آنکھ کھولی تھی جو نور اسلام کی شمع فیروزاں سے روشن تھا۔ اس آغوش میں تربیت پائی تھی جو بنی نوع انسان کے لئے کرم ہی کرم تھا۔ رحمت عالم کا نواسہ، خیبر شکن کے نورِ نظر، خاتون جنت کے لختِ جگر، دنیا کے عظیم امن پسند اسے کب برداشت کر سکتے تھے۔

چنانچہ حضرت حسین نے ظلم یزید کے خلاف علم بلند کیا اور اسلام کو رسوائی سے بچالیا، خود ناقابل برداشت حادثات سے دوچار ہوئے بھوک اور پیاس کا غلبہ رہا، دھوپ کی تیزی رہی، گرم گرم ہوا کے جھونکے برداشت کیئے، پورے خاندان کو قربان کر دیا لیکن ظلم و عدوان کے سامنے سر نہیں جھکایا، پانی نہ ملنے کی شکایت نہیں کی۔ جسم نیزوں سے لہولہان ہوا اور خدا کا شکر کرتے رہے، آسمان کانپ رہا تھا، زمین ہل رہی تھی، مصائب کے ہوشربا پہاڑ توڑے جار ہے تھے اور حسین سب کا تنہا مقابلہ کر رہے تھے اور نمایاں کردار پیش کر کے بتا رہے تھے کہ حسین باطل کے ہاتھوں سر کٹا سکتا ہے

سر جھکا نہیں سکتا۔

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی
مر جائیں گے مٹ جائیں گے اے دوست مگر ہم
سر ظلم کی چوکھٹ پہ کبھی خم نہ کریں گے

واقعات کربلا کو غیر معمولی اہمیت کیوں حاصل ہے؟ اس لئے کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بہتر (۷۲) جاں بازوں کے ساتھ شہید کیئے گئے اگر یہی وجہ ہے تو بغداد اور غرناطہ کی تباہی اس سے زیادہ غمناک ہے

حقیقت میں زاویہ نگاہ یہ ہے کہ میدان کربلا کی بے آب و گیاہ وادی میں ایک مقدس انسان کی وفا شعاری کا امتحان لیا گیا جس میں پوری کامیابی ملی اور سیدنا حسین کے قطرات خون کی قیمت اس لئے زیادہ ہے کہ انہوں نے اسلام کی حفاظت میں جان دینا گوارہ کیا لیکن ارکانِ اسلام پر کوئی آنچ نہ آنے دی اور معیار امتحان اتنا انوکھا تھا جس کا نظام الاوقات بہت پہلے سے تیار کر لیا گیا تھا۔ اور انہیں معلوم تھا کہ ہم کربلا میں بچنے نہیں جائیں گے اور واقعی بچا لیا۔

دور حیات آئے گا قاتل قضا کے بعد
ہے ابتدا ہماری تری انتہا کے بعد
قتل حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد